گروہ غالب رہا اور قیادت ٹراٹسکی کے بجائے اسٹالین کے قبضہ میں آگئی۔ تاریخ انقلابات کا فطری اقتضاء تھا بھی یہی۔ اگر ٹراٹسکی کامیاب ہو نکلتا تو تحریک ناکام ہو کے رہ جاتی۔ اسٹالین جب اوپر آگیا تو اس نے پارٹی کو اس "مومن" عنصر سے پاک کرنے کے لیے نہایت ظالمانہ کارروائیاں سرانجام دیں۔ نہایت درجہ وسیع نظام جاسوسی اور استبدادی عدالتیں قائم کی گئیں۔ قتل، قید اور جلاوطنی کا بازار گرم ہوگیا اور جب اس کا راستہ کانٹوں سے صاف ہوگیا تو اس نے پوری آزادی سے مارکس کے اصولوں کا تیاپانچا کیا۔ انفرادی ملکیت کا کلی استیصال، کامل معاشی مساوات اور ادارۂ حکومت کا خاتمہ، یہ سب امور ایک خیالی مستقبل کے طاقچے پر دھر دیے گئے اور دنیا کو مطمئن کر دینے کے لیے اشتراکی جمہوریتوں کی وحدت کو اس خیالی مستقبل کا ابتدائی مرحلہ قرار دیدیا گیا۔ زیر نظر کتاب میں انقلاب کی اس داستان کو پیش کرتے ہوئے اس کے ہیرو اسٹالین کی شخصیت کو پورے طور پر نمایاں کر دیا گیا ہے۔

کتاب کا مصنف یورپ میں اسٹالین کا غیر جانبدار سوانح نگار مانا جاتا ہے مگر مترجم کو اس سے اتفاق نہیں ہے اور بعض مقامات کی بازاری عبارت اور واقعات کے غیر واضح بیانات سے مترجم کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن اتنی بات ضرور واضح ہے کہ اسٹالین کی زندگی میں ظالمانہ کارناموں اور گھناؤنے واقعات کی کمی نہیں ہے۔ اس کی سیرت تو ہے کسی "آدمی" کی سیرت ہے نہ کہ گوشت پوست کے آدمی کی۔ رہا ترجمہ تو وہ کوتاہیوں سے خالی نہیں ہے اور کتابت کی غلطیاں جب اس کے ساتھ مل جاتی ہیں تو عبارت بہت بے لطف ہو جاتی ہے۔

فلسفۂ نماز — از جناب الحاج القاری الحافظ محمد طیب صاحب مہتمم جامعہ قاسمیہ، دارالعلوم، دیوبند۔

قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ:۔ ناظم و مہتمم مدرسہ عربی خیر المدارس، جالندھر شہر۔

یہ مولانا کا ایک خطبہ ہے جو خیر المدارس جالندھر کے ایک سالانہ جلسہ میں بیان کیا گیا تھا۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ نماز مسلمان کی عملی زندگی پر کیا اثر ڈالتی ہے۔ لیکن جناب مؤلف کلامی بحث کی رو میں بہت دور نکل گئے